

تبصرہ کتاب... درد کا سفر

مصنف: امجد پرویز صدیقی

مبصر: آصف اللہ خان

حرام مغز کی چوٹ سے ہونے والی معذوری اس قدر شدید ہوتی ہے کہ انسان نہ صرف چلنے پھرنے کی قابل نہیں رہتا بلکہ چوٹ سے نیچے وہ جسم کو حرکت دینے یا محسوس کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہوجاتا ہے۔ زندگی مکمل طور پر بدل جاتی ہے اور ہر روز آپ کو ایک نئے امتحان اور چیلنج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس مشکل معذوری کے ساتھ فعال زندگی میں واپس آنے کے لیے آپ کو نفسیاتی، جسمانی اور معاشرتی بحالی کے لئے مناسب ٹریننگ کی ضرورت کی شدید کمی ہے اس لیے نئی (Rehabilitation centers) ہے۔ چونکہ ہمارے ملک میں بحالی معذوران کے اداروں نئی معذوری کے شکار لوگوں کے لیے ایسے افراد ہی ادارے کی مانند اہم ہوجاتے ہیں جو معذوری کے ساتھ دہائیوں سے فعال، کامیاب اور مثالی زندگی گزار رہے ہوں جنہوں نے تمام تر مشکلات کے باوجود عزم و ہمت کی نئی مثال قائم کی ہو، نئے نئے طریقے سیکھ کر خود انحصاری حاصل کی ہو اور ایک فعال اور کامیاب زندگی گزار رہے ہوں۔ اگر ایسے افراد کی زندگی کے حالات و واقعات اور تجربات آپ کو اپنی قومی زبان میں کتابی شکل میں مل جائے تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

میں چونکہ بذات خود گزشتہ دو دہائیوں سے کواٹر پیلیجیا (ایسی معذوری جس میں نہ صرف گردن سے نیچے آپ کا جسم مفلوج ہوجاتا ہے بلکہ آپ کے ہاتھ بھی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں) جیسی شدید معذوری کے ساتھ ایک فعال زندگی گزار رہا ہوں اس لیے میری کوشش ہوتی ہے کہ جو مشکلات میں نے سہی ہیں اور اس معذوری کے متعلق ریسرچ اور ذاتی تجربات و مشاہدات کی بنا پر جو کچھ میں نے سیکھا ہے وہ سارا علم کتابوں کی شکل میں دوسرے افراد باہم معذوری کو منتقل کر سکوں۔ الحمد للہ چند مہینے پہلے مفلوج انگلی کے ذریعے سمارٹ فون پر ٹائپ کرتے ہوئے لکھی ہوئی میری دوسری کتاب بعنوان "ٹوٹے پروں سے اونچی اڑان" کو زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی جانب سے بہت مثبت رسپانس ملا ہے۔

آج میں جس کتاب کا تذکرہ کرنا چاہوں گا وہ امجد پرویز صدیقی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب "درد کا سفر" ہے جو اوپر بیان کیے گئے مقصد کے سلسلے میں بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ "درد کا سفر" کہانی ہے اس سفر کی جس میں کسی حادثے کے نتیجے میں انسان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے اور وہ چلتی پھرتی کامیاب زندگی سے بستر مرگ پر اجاتا ہے معذوری کے ساتھ وہیل چیئر کے پہیوں کے سہارے زندگی کا سفر کس قدر مشکل ہوجاتا ہے اور آپ کو کن کن جسمانی، طبی، معاشی اور معاشرتی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سب کا اظہار امجد صدیقی صاحب نے اپنی کتاب "درد کا سفر" میں بہت خوبصورت، مفصل اور بے باک انداز میں کیا ہے۔"

امجد پرویز صدیقی صاحب سعودی عرب میں بینک میں نوکری کرتے ہوئے ایک کامیاب زندگی گزار رہے تھے کہ اچانک ایک کار حادثے میں ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ عمر بھر کے لیے معذوری کا شکار ہوکر وہیل چیئر پر اگئے یہاں سے ان کی زندگی کے مشکل سفر یعنی "درد کا سفر" شروع ہوتا ہے۔ انہوں نے زندگی میں جو کچھ حاصل کیا تھا سب کھو دیا۔ ان کی نوکری چلی گئی، منگنی ٹوٹ گئی حتیٰ کہ جو عزیز و اقارب ان کی کامیابیوں پر رشک کرتے تھے اب وہ ان پر ترس کھا کر کمتر سمجھنے لگے۔ ہاں ایک چیز جو حادثے کے بعد ان کی زندگی میں اچھی ہوئی جس نے ان کی خود انحصاری اور کامیابیوں میں اہم کردار ادا کیا وہ سعودی عرب کے شاہی خرچ پر لندن کے ایک معیاری سینٹر سے جسمانی بحالی کی ٹریننگ تھی۔ حرام مغز کی چوٹ کے بعد آپ کے جسم کے کام کرنے کا انداز کس طرح بدل

جاتا ہے؟ آپ کو کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟ مسائل کو کیسے حل کرنا ہے؟ اور کس طرح اپنے آپ پر انحصار (Rehabilitation center) کرتے ہوئے معمولات زندگی چلانے ہیں یہ سب کچھ تو انہوں نے لندن میں بحالی کے سینٹر سے سیکھ لیا لیکن اب کس طرح اس ٹریننگ کو بروئے کار لاتے ہوئے زندگی میں آگے بڑھتے ہوئے اپنے خواب پورے کرنے ہیں، کامیابیاں حاصل کرنی ہیں یہ سب اُن کی عزم و ہمت، حوصلے اور ارادوں کی طاقت پر منحصر تھا۔

لندن میں جسمانی بحالی کے سینٹر سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ان کے گھر والے ان کو پاکستان لے آئے یہاں پر ان کے سامنے مشکلات کا پہاڑ کھڑا ہوجاتا ہے۔ کوئی بھی ان کی حالت سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔ لوگوں کی ترس بھری نظریں ہر وقت ان کے تعاقب میں رہتی تھیں۔ غرض وہ گھر میں مقید ہو کر رہ گیا۔ پاکستان میں ان کو اپنا کوئی مستقل دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ واپس سعودی عرب جاکر نئی شروعات کرنا چاہتا تھا لیکن گھر والے اس پر تیار نہ تھے۔ آخر نہایت منصوبہ بندی کے ساتھ چھپ کر وہ تن تنہا سعودی عرب جانے میں کامیاب ہو گیا۔

سعودی عرب میں بھی دوبارہ سیٹل ہونا کوئی آسان کام نہ تھا۔ پہلے وہ ٹھیک ٹھاک تھا سب کچھ آسان تھا، زندگی ترقی کے موقعوں سے بھری ہوئی تھی لیکن اب وہ معذور ہو چکا تھا ان کے سامنے مشکلات کا طوفان تھا ہر موڑ پر ان کو جسمانی، معاشرتی اور ماحول کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کوئی بھی ان کو نوکری دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ معذور کہہ کر ہر جگہ اس کو ٹھکرایا جاتا حتیٰ کہ اس کا اپنا بینک اس کو دوبارہ نوکری پر رکھنے کے لیے تیار نہ تھا لیکن وہ ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھا ان کے ارادوں میں فولاد کی سی طاقت تھی اور آخر میں وہ اپنے بینک سے ٹرائل بیس پر نوکری حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ بینک والے سمجھ رہے تھے کہ یہ معذور ہے کام نہیں کرسکے گا اور تنگ آکر نوکری چھوڑ دے گا لیکن انہوں نے دن رات محنت کی، ایک نارمل انسان سے بڑھ کر کام کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ وہیل چیئر پر ہونے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ خدانخواستہ انسان کی ذہنی صلاحیتیں بھی موف ہو چکی ہیں اور وہ کوئی بھی کام نہیں کرسکتا بلکہ محنت، لگن اور استقامت سے وہ ایک عام آدمی سے بھی زیادہ کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔ آخر کار وہ بینک والوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

زندگی کسی حد تک اب ٹریک پر واپس آرہی تھی۔ اپنی ذاتی گاڑی لی، کرایہ پر اپنا گھر لیا اور معذوری کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ لیکن مشکلات اب بھی ان کا پیچھا چھوڑنے کو تیار نہ تھیں۔ اس کے بینک کے ایک ڈائریکٹر کو اس کی معذوری بینک کے شایان شان نہ لگی اور اس کو نوکری سے نکال دیا۔ چونکہ اب پیسے ان کے پاس اچکے تھے لہذا دوبارہ نوکری کے لیے تگ و دو کرنے کی بجائے انہوں نے کاروبار کرنے کا فیصلہ کیا۔ پاکستان سے گارمنٹس منگوا کر وہ سعودی عرب میں وہیل چیئر پر دکان دکان جاکر فرحت کرنے لگا۔ ان کا کاروبار بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ چین اور دوسرے ممالک تک پھیل گیا۔

وہ اپنی ہمت اور اولوالعزمی کی وجہ سے عرب میڈیا کی آنکھ کا تارا بن گیا۔ وہ مختلف قسم کے ٹی وی پروگراموں میں شرکت کرنے لگا۔ اخبارات میں ان کے انٹرویو باقاعدگی سے چھپنے لگے اور ان کو مختلف ممالک کی لڑکیوں سے شادی کی آفرز آنے لگیں۔ کہاں وہ وقت جب معذوری کی وجہ سے لڑکی والوں نے منگنی توڑ دی تھی اور کہاں یہ وقت جب سینکڑوں لڑکیاں ان پر مر مٹنے کو تیار تھیں اور معذوری کے باوجود ان کو اپنا ہم سفر بنانے کے لیے منت سماجت کر رہی تھیں۔

امجد پرویز صدیقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کاروبار میں خوب ترقی دی۔ وہ وہیل چیئر پر ہونے کے باوجود سعودی عرب اور کئی دوسرے ممالک سے ان کو اعلیٰ اعزازات اور "ون ان ملین" جیسے خطابات سے نوازا گیا ہے۔ وہ دو جوان

بیٹوں کے والد ہیں اور کاروبار و علاج کے سلسلے میں دنیا کے باون ممالک کا سفر کر چکے ہیں۔ زندگی میں سب کچھ حاصل کرنے کے بعد ان کو اپنی وطن کی یاد بہت ستانے لگی چنانچہ سال دو ہزار بیس میں تقریباً چالیس سال بعد وہ اپنی فیملی کے ساتھ پاکستان شفٹ ہو گئے۔

امجد پرویز صدیقی صاحب نے زندگی کے بیالیس سال حرام مغز کی چوٹ کی وجہ سے ہونے والی معذوری کے ساتھ گزارے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے زندگی میں بہت ترقی کی ہیں لیکن حرام مغز کی چوٹ کی وجہ سے ہونے والی معذوری کی وجہ سے جو مشکلات ہوتی ہیں ان کا ان کو بھی ہر وقت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس معذوری کی وجہ سے ہر روز کوئی نئی چیلنج کوئی نئی مشکل آپ کی منتظر رہتی ہے۔ اور اگر آپ نے اس معذوری کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوئی باقاعدہ ٹریننگ نہ لی ہو تو زندہ رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں معذوری کے حامل افراد کے لیے بحالی کے مراکز کی شدید کمی ہے۔ فوجی سیٹ اپ میں اے ایف آئی آر اور سیول سیٹ اپ میں پیرا پلجک سنٹر پشاور کے علاوہ کوئی قابل ذکر ادارہ موجود نہیں جو بائیس کروڑ (AFIRM) ایم کی آبادی رکھنے والے ملک کے لئے نا کافی ہے۔ ان کی کتاب "درد کا سفر" یقیناً نہ صرف معذوری کے حامل نوجوانوں بلکہ ہر کسی کے لئے ایک افسوس ہے۔ اگرچہ وہ اب عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں پر ان کو آرام کر کے اپنی کامیابیوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے لیکن اگر وہ اپنے تجربے، اپنے علم اور دنیا بھر میں قائم اپنے تعلق کو استعمال بنالیں تو صحیح معنوں میں اپنے (Rehabilitation center) کرتے ہوئے کوئی بین الاقوامی معیار کا بحالی کا مرکز جیسے حرام مغز کی چوٹ سے متاثرہ افراد کے زخموں پر مرہم رکھیں گے اور صدقہ جاریہ کی صورت میں قیامت تک اس کا ثواب ان کو ملتا رہے گا۔